

کچھ اس کا علاج بھی اے چارہ گراں!

یکو لہ دنیا کے ہر ملک میں ایک انہیں مملکت ہے، اسلامی دنیا میں اور ہمارے ملک عزیز پاکستان میں دو آئین ہیں۔ ایک 73 کا خود ساختہ آئین جو فکٹسل ہے اور دوسرا زلی وادی آئین یعنی قرآن مجید جو ان فکٹسل اور ہمارے ہاں محض ثواب کی خاطر پڑھنے اور الماریوں میں جانے کیلئے ہے۔ خود ساختہ کتابچے عرف آئین پاکستان کے ورق انہیں گویا اے بٹیا ہی اس غرض کیلئے ہے کہ مملکت پاکستان میں مغربی طرز کا نظام زندگی قائم ہو۔ البتہ الفاظ و اصطلاحات اور عبارتیں ایسی استعمال کی گئیں کہ ”باغیاں بھی خوش رہے راضی رہے عیاد بھی“ مسلم عوام بھی خوش رہیں کہ اختیار کردہ آئین اسلامی نظام لائے گا اور اسلامی نظام کبھی اس ملک میں آنے بھی نہ پائے بلکہ وہی جمہوریت (جس میں جمہور یا عوام جسے حرام قرار دیں وہی حرام ہو اور جسے وہ حلال قرار دیں وہی حلال ہو) پر واپس چڑھے جو اکثر غیر مسلم ممالک اور چند نام نہاد مسلم ممالک میں رواں دواں ہے۔ 73 کا آئین جس میں نہ صرف سلام ہی کو ریاستی مذہب قرار دیا گیا ہے بلکہ اس کی متعدد دشمنیں بظاہر اسلام کیلئے مختص کی گئی ہیں چاہا قرآن و سنت سے متصادم ہے۔ سرسری طور پر اخذ کی گئی چند دفعات ملاحظہ ہوں:

1- دفعہ 2-A میں قرار دیا مقاصد کے حوالے سے آئین پاکستان تسلیم کرتا ہے کہ پوری کائنات میں حاکمیت صرف اللہ تعالیٰ کو سزاوار ہے لیکن معاہدہ یہ بھی بیان کرتا ہے کہ جو اقوام اللہ تعالیٰ نے مملکت پاکستان کو عوام پاکستان کے ذریعہ اپنی مقرر کردہ حدود کے اندر مستعمل کرنے کیلئے تفویض کر رکھی ہے وہ ایک مقدس امانت ہے۔ یوں مسلمانان پاکستان کی بجائے عوام پاکستان یعنی بشمول ہندو عیسائی وغیرہ کی اصطلاح استعمال کر کے نہ صرف دو قومی نظریہ کا کبارا کر دیا گیا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا گیا ہے اس لیے کہ وہ تو ایسی اقوام کسی غیر مسلم کو نہیں سونپتا۔ قرآن و سنت سے اس انحراف کا پرتو پورے آئین کو متاثر کیے ہوئے ہے۔

2- دفعات 238 اور 239 کے مطابق آئین پاکستان ”عوامی نمائندوں کی دو جہانی

اکثریت کو قوت و ہدایت کا سرچشمہ قرار دیتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن و سنت اللہ تعالیٰ کو قوت و ہدایت کا سرچشمہ قرار دیتے ہیں۔ بندوں کا اللہ تعالیٰ سے حق ٹکرانی چھین کر خود قانون سازی کی حیثیت اختیار کرنا سب خرابیوں کی جڑ ہے۔ آئین پاکستان خرابی کی یہ جڑ جمہوریت کی آڑ میں پارلیمنٹ کو تقویٰ بخش کرنا ہے۔ دفعہ 270 میں تو یہ تک ہے کہ فلاں فلاں قوانین کسی عدالت میں چیلنج نہیں کئے جاسکتے۔ اسی دفعہ کے تحت سپریم کورٹ نے عدالتوں کو سود کے بطلان کا فیصلہ دینے سے روک دیا اور یہ موقف اختیار کیا کہ اگرچہ سود حرام ہے لیکن مذکورہ دستوری دفعہ کے تحت اسے قانونی تحفظ حاصل ہے اور عدالتوں کو اس معاملہ پر فیصلہ دینے کا کوئی اختیار نہیں۔

3- دفعہ 203-C وفاق شرعی عدالت کا تصور دیتی ہے یعنی آئین پاکستان خود تسلیم کرتا ہے کہ پاکستان میں ایک کے سوا باقی سب عدالتیں غیر شرعی ہیں۔ یہ تصور قرآن و سنت کے خلاف ہے۔
4- دفعہ 48 کے تحت صدر پاکستان کے اپنے صوابدید پر کئے گئے کسی عمل پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا یعنی ایسا عمل ماورائے احتساب ہے خواہ قرآن و سنت کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ یہ شریعت کے برعکس ہے۔

5- دفعہ 245 کے تحت وفاق حکومت مسلح افواج کو جو حکم جاری کرے اسے کسی عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکتا یعنی حکومت وقت چاہے تو مسلح افواج طاغوتی طاقتوں کی مدد یا خود مسلمانوں کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتی ہے۔ قرآن و سنت کی یہ عریضاً خلاف ورزی ہے۔ قرآن و سنت کے مطابق اس شخص یا ادارے کی اطاعت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے نکل جائے۔

6- دفعہ 45 کے تحت صدر پاکستان کو ہر قسم کی سزا معاف، کم، ملوثی، معطل یا تبدیل کرنے کا حق ہے۔ قرآن و سنت یہ حق اونچی مسند والے کو نہیں سب سے کمزور یعنی مظلوم و متاثرہ دینا، کودیتے ہیں۔ قرآن و سنت کا یوں مذاق اڑانے والے آئین کو دریا بردہونا چاہئے چہ جائیکہ وہ ایک اسلامی ملک کا آئین ہو۔

7- دفعہ 41 عورت کو پورے ملک کا سربراہ/حاکم بننے کی اجازت دیتی ہے۔ یہ

قرآن و سنت کے خلاف ہے۔ شریعت تو چھوٹے سے چھوٹے انتظامی یونٹ یعنی گھر کیلئے مرد کو سربراہ و نگران بناتی ہے عورت کو نہیں۔ آئین کے مصنفوں کو اگر کہا جاتا کہ اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی بیویوں کو سربراہ بنائیں تو وہ اسے ایک گائی مجھتے۔

8- دفعہ 177/193 کے تحت وہ حلف جو عوامی نمائندے اٹھاتے ہیں اسوائے صدر پاکستان اور وزیراعظم کے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔ اور تو اور وفاقی شرعی عدالت کے لیے بھی جج کا اگر مسلمان ہونا ضروری قرار دیا گیا تو عادل (پابند شریعت) ہونے کی ضرورت نہیں پاکستان کی کسی عدالت کا ہندو یا عیسائی کا جج ہونا اسلام کی ہجک کے مترادف ہے۔

9- دفعہ 268 اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ ملک عزیز پاکستان میں کوئی ضابطہ قانونی حیثیت اختیار کرے جب تک کہ پارلیمنٹ اسے منظور نہ کرے۔ یعنی خواہ ایسا ضابطہ قرآن و سنت کا ہی کیوں نہ ہو۔ شریعت مل تک پارلیمنٹ میں منظور کیلئے پیش ہو گا اور ایمان میں غیر مسلم سمیت تمام ارکان بحث میں حصہ لینے کے مجاز ہو گئے۔ اللہ و رسول ﷺ کے احکامات اور منظور دیں بند نے ایسی پارلیمنٹ کے طاغوت ہونے میں کیا شک؟

10- دفعہ 12 کے مطابق نہ تو مؤثر بہ ماضی سزا دی جاسکتی ہے نہ ہی جرم کے ارتکاب کے وقت قانون میں جو سزا مقرر تھی اس سے کوئی مختلف سزا دی جاسکتی ہے۔ اسلام میں تو اس وقت سے کسی بھی جرم کی سزائے ہے جب سے اللہ کے رسول ﷺ پر بذریعہ وحی مازل ہو چکی۔ اگر کوئی ایسی سزا کو نافذ نہ ہونے دے یا دیر سے نافذ کرے تو وہ ذمہ دار ہے۔ سزائے ہے یہاں نہیں ہو گئی تو آخرت میں ہوگی۔ ساتھ نافذ نہ کرنے والوں کی شامت بھی آئے گی۔

اللہ و رسول ﷺ کے احکامات کے خلاف اس آئین میں اور بھی بہت کچھ ہمارے تجربے کے مطابق آئیں پاکستان کوئی اسی فیصد قرآن و سنت کے خلاف ہے اور جو دستاویز 1 فیصد کا جز بھی قرآن و سنت کی مخالفت کرے وہ صرف یہی نہیں کہ احکامات اللہ کے خلاف ہو بلکہ طاغوتی دستاویز ہونے کے باطن ایک مسلمان کا فرض عین ہے کہ اس کا انکار کرے۔ ہم یہاں پر صرف اس حلق کی نوعیت کا ذکر کرتے ہیں جو ہمارے ہاں کے عوامی نمائندے یعنی سینئر ذمہ دارین اسے اپنی اسے وغیرہ اٹھاتے ہیں۔

اس میں قرآن و سنت کے الفاظ تک نہیں ذکر ہے تو آئیں پاکستان کے تحفظ کا۔ اس لیے کوئی حلف ایک مسلم نمائندے اور وی ایک غیر مسلم نمائندے نے اٹھانا ہوتا ہے۔ قرآن و سنت کے تحفظ کا اس میں ذکر ہونا تو ظاہر ہے ایک غیر مسلم ایسے حلف کو کیوں اٹھانا وہ تو قرآن و سنت کو ماننا ہی نہیں۔ بہتر یہ کوشش تو کی گئی کہ قرآن و سنت کے الفاظ اس حلف میں نہ آئیں لیکن جس مصلحت کے تحت قرآن و سنت کے الفاظ اس میں نہ آنے دیئے گئے آئیں پاکستان کا تحفظ کا حلف اٹھاتے ہوئے وہی مصلحت چکنا چور ہو جاتی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ آئیں پاکستان اگر اسلامی ہے اور ایک غیر مسلم اس کے تحفظ کا حلف اٹھاتا ہے تو وہ دل کی بات نہیں کرتا ورنہ ایک غیر مسلم کو اسلامی آئیں کے تحفظ کی کیا فکر؟ بصورت دیگر معنی اگر آئیں پاکستان غیر اسلامی ہے (وہ ہے جیسے کہ اوپر ذکر ہوا) اور کوئی مسلم نمائندہ اس کے تحفظ کا حلف اٹھاتا ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے۔ ایک مسلمان بہ ہوش و جاوہ اس لیے آئیں کے تحفظ کا سوچ بھی نہیں سکتا جو جیسے کہ اوپر ذکر ہوا ایک طاغوتی دستاویز ہے۔ محض سوچنے کی کیا بات ہمارے ہاں کے عوامی نمائندے یعنی سینئر ذمہ دارین اے ایم پی اے اور کئی دوسرے اونچی مسندوں والے اس حلف کو کفر یہ اور بخوشی اٹھاتے ہیں اس لیے کہ انہیں عوامی نمائندہ ہونے کا شرف جو حاصل ہوتا ہے۔

کاش کوئی جانے بڑا کڑا احتساب ہونے کو ہے۔ قبری میں اندھیرا ہو گا روشنی اگر کسی نے وہاں لے کر جلا ہے تو اسی دنیا ہے۔ یہ عارضی رنگینیاں سبیں رہ جائیں گی۔ ان تمام تشادات و انحرافات کا حل ہے بڑا ہی کافی اور شافی۔ التا کان نہ پکڑا جائے یعنی پہلے خود ایک دستاویز اپنی خواہشات کے مطابق تیار کر کے قرآن و سنت کے مطابق کرنے کی بجائے سید حامی کان پکڑا جائے یعنی قرآن و سنت کو ہی آئیں پاکستان قرار دیا جائے۔ ہیرا پھیری اور مالک کون۔ کہاں کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کو دھوکا نہیں دیتے خود کو دھوکا دیتے ہیں۔ واعلیٰ الا ابلاغ..... اللہ گواہ رہتا۔

الداعی الی الخیر: چودھری رحمت علی، امیر تحریک عظیم اسلام دارالسلام واپڈا

ٹاؤن لاہور۔ فون: 0300-9462188